۹۔ فقیر

عظیم بیگ چغتائی

پہلی بات : ایک فقیر نے ایک دروازے پر کھانے کے لیے آواز لگائی۔ اندر سے ایک خاتون کی آواز آئی کہ ابھی کھانا نہیں بنا ہے۔ فقیر برجستہ بولا، ”آپ میرا موبائل نمبر نوٹ کر لیجیے اور کھانا بنتے ہی مجھے مس کال دیجیے، میں حاضر ہو جاؤں گا۔“ آج جدید ٹکنالوجی کے دور میں ہر شخص اپنے کام، کاروبار کے لیے نت نئے طریقے اختیار کر رہا ہے۔ ان میں وہ تندرست لوگ بھی شامل ہیں جنھوں نے بھیک مانگنے کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے۔ کئی موقعوں پر ڈانٹ پھٹکار سننے کے باوجود وہ اس قسم کی حرکت سے باز نہیں آتے۔ ذیل کے سبق میں ایسے ہی ایک فقیر کی سرگزشت بیان کی گئی ہے۔

جان پہچان : عظیم بیگ چغتائی ۱۸۹۵ء میں جودھ پور (راجستھان) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی۔اے اور ایل۔ایل۔بی کیا۔ جج کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ وہ واقعات کا بیان ہلکے پھلکے مزاح کے ساتھ کرتے ہیں۔ ان کے مضامین ہوں، مزاحیہ افسانے یا ناول، یہ خصوصیت ہر جگہ برقرار رہتی ہے۔ ان کے کردار ہمیشہ ایسی حرکتیں کرتے نظر آتے ہیں جن پر بے ساختہ ہنسی آ جاتی ہے۔

انھوں نے بہت زیادہ لکھا ہے۔ چھوٹی بڑی پینتیس سے زائد تصانیف میں سے ’کولتار، خانم، شریر بیوی، جنت کا بھوت، مرزا جنگی‘ اور ’روحِ ظرافت‘ زیادہ مقبول ہوئیں۔ مزاح نگاری کے علاوہ ’قرآن اور پردہ، حدیث اور پردہ‘ جیسی مذہبی اور سنجیدہ کتابیں بھی ان کی یادگار ہیں۔ ۲۰؍اگست ۱۹۴۱ء کو ان کا انتقال ہوا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ میں غسل خانے سے نہا کر برآمدے میں جو نکلا تو کسی فقیر نے سڑک پر سے کھڑکی کی چلمن میں شاید پرچھائیں یا جنبش دیکھ کر صدا دی، ”مائی، تیرے بیٹا ہووے۔“ میں نے اس فقیر کو ایک قابلِ رحم ہستی پایا۔ ایک فاقہ زدہ، ضعیف العمر، چیتھڑے لگائے، بے کسی اور بے بسی کی زندہ تصویر۔ مجھے اس کی حالتِ زار دیکھ کر بڑا رحم آیا اور میں نے اس سے کہا کہ گھوم کر صدر دروازے پر آ جاؤ۔

صبح کا وقت تھا، میں چائے پینے لگا اور گھر والی سے کہا کہ ایک انتہا سے زیادہ قابلِ رحم فقیر آیا ہے، اُسے دو چار پیسے دے دو، دو توس اور ایک پیالی چائے بھی دے دینا۔

مسٹنڈے فقیروں سے جتنی مجھے نفرت ہے، اس سے دوگنی نفرت میری بیوی کو ہے اور اسی مناسبت سے اُن فقیروں یعنی محتاجوں سے اُلفت ہے جو واقعی رحم و کرم کے مستحق ہیں۔

خانم نے فقیر کا نام سن کر جلدی جلدی توسوں کو انگیٹھی پر سینکا، ایک پیالی میں بہت سا دودھ ڈال کر چائے بنا دی اور سینی میں چار پیسے رکھ کر لڑکے سے کہا، ”فقیر کو برآمدے میں بٹھا کر کھلا دے۔“

اب قسمت ملاحظہ ہو کہ وہ غریب محتاج جسے میں نے بلایا تھا، صدر دروازے کی پشت پر تھا، گھوم کر آ جانا اُس کے لیے مشکل ہوا یا آتے میں کسی دوسرے گھر سے مانگنے لگا ہو گا یا پھر اپنی راہ کھوٹی نہ کرنا چاہتا ہو گا۔ قصّہ مختصر، وہ تو آیا نہیں البتہ اس کے بدلے پھاٹک

میں ایک اور فقیر صاحب داخل ہوئے اور اپنی صدا لگانے بھی نہ پائے تھے کہ لڑکا ناشتہ لے کر پہنچا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک فقیر صاحب گلے میں مالا ڈالے، موٹا سا فقیرانہ ڈنڈا اور فقیرانہ لباس، گلے میں جھولی، ہاتھ میں چمّل، تہمد باندھے موجود ہیں۔ اُس نے کہا، ”سائیں جی، برآمدے میں آجاؤ۔“ سائیں جی نے غنیمت سمجھا اور ناشتہ شروع کیا۔

اِدھر میں نے خانم سے کہا کہ پرانا سویٹر اور ایک قمیص فقیر کو اور بھیج دو۔ سردی کا وقت ہے اور غریب مر رہا ہوگا جاڑے سے۔ خانم نے جلدی سے ایک قمیص اور پرانا سویٹر لیا اور لڑکے کو دیا۔ میں نے لڑکے سے پوچھا کہ فقیر کیا کہتا ہے؟ لڑکے نے کہا، ”خوب دعائیں دے رہا ہے اور کھا رہا ہے۔“ لڑکا قمیص اور سویٹر لے کر پہنچا اور وہ بھی فقیر صاحب کی نذر کیا۔ اتنے میں مَیں چائے پی کر باہر نکلا تاکہ فقیر کو گرم کپڑے پہنے ہوئے دیکھنے سے جو خوشی حاصل ہوسکتی ہے، اُس سے لطف اُٹھاؤں۔

باہر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ہٹّا کٹّا، انتہا سے زیادہ مضبوط فقیر ڈکاریں لے رہا ہے اور سویٹر اور قمیص ہزاروں دعاؤں کے ساتھ لپیٹ کر جھولی میں رکھ رہا ہے۔ دراصل یہ مسٹنڈا صرف ایک سینہ کھلی فقیروں والی کفنی پہنے تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صبح کی سرد ہوا سے لطف اُٹھا رہا ہے۔ سینہ بالشت بھر اونچا، داڑھی منڈی ہوئی، کلّے چڑھے ہوئے۔ مجھے دیکھتے ہی حضرت لگے مجھے دعائیں دینے۔

اب میں آپ سے کیا عرض کروں، سارا کھایا پیا خون ہوگیا۔ جان سلگ کر رہ گئی۔ جی میں تو یہی آیا کہ اِس کم بخت کا منہ نوچ لوں۔ ڈنڈا اور چمّل اُٹھا کر لگے حضرت دعائیں دے کر رخصت ہونے۔ دعاؤں میں مبالغے سے میری اور بھی جان جلی۔ اتنے میں خانم نے بھی جھانک کر دیکھا، وہاں بھی یہی حال ہوا۔ اب بتائیے کیا کیا جاسکتا تھا؟ میں اسی شش و پنج میں تھا کہ میرے ایک دوست بھی آ گئے۔ میں نے دو لفظوں میں فقیر کی ستم آرائی بیان کی اور پھر فقیر سے کہا، ”اتنے موٹے تگڑے ہوکر بھیک مانگتے ہو، بڑے شرم کی بات ہے۔“

اس کے جواب میں فقیر صاحب نے اپنے پیدائشی حقوق سے دست برداری سے معذوری ظاہر کی اور اب میں یہ سوچنے لگا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اِس بدتمیز سے کم از کم سویٹر اور قمیص ہی واپس چھین لوں۔ میرے دوست نے کہا، یہ مناسب نہیں ہے مگر حضرت، وہ جو کسی نے کہا ہے : ع درد اُس سے پوچھیے، جس کے جگر میں ٹیس ہو

میں نے کہا کہ خواہ اِدھر کی دنیا اُدھر ہوجائے، میں اس موذی کو یہ چیزیں ہرگز ہرگز ہضم نہ کرنے دوں گا۔ میں نے اُس محتاج کی تلاش کرائی، ملازم اسے تلاش کرنے گیا اور اب میں نے اِدھر فقیر صاحب کو لیا آڑے ہاتھوں۔ میں نے کہا، ”تم نوکری کیوں نہیں کرتے؟“

وہ کچھ جل کر بولا، ”آپ ہی رکھ لیجیے۔“

میں نے فوراً رضامندی ظاہر کی اور دس روپیا ماہوار اور کھانا تجویز کیا۔ فقیر صاحب اِس کے جواب میں بولے، ”اور گھر والوں کو زہر دے دوں؟“

میں نے کہا، ”کیوں؟“

وہ بولا، ”آپ دس روپیا دیتے ہیں، ڈھائی آنہ روز کا تو گائے رزقہ کھاتی ہے، اور ایک بیوی تین بچے۔ پانچ روپے میں گزر

کیسے ہوگا؟"

"گائے بھی ہے تمھارے پاس؟" میں نے متعجب ہوکر کہا۔

وہ بولا، "صاحب آپ بڑے آدمی ہیں، ہم بھلا کہاں سے پیسے لائیں جو روز تین سیر دودھ خریدیں؟"

"تین سیر؟" میں نے متعجب ہوکر کہا۔ "تین سیر! بھئی تین سیر کا خرچ کیسا؟"

معلوم ہوا، خیر سے خود حضرت دو سیر دودھ یومیہ نوش کرتے ہیں۔ میں پھر تنخواہ کے سوال پر آیا تو عُسرت کی شکایت کرتے ہوئے تیس روپے ماہوار کا خرچ گھر کا بتایا اور قائل ہوکر کہا کہ اگر کم و بیش کسی روزگار میں اتنی کمائی ہوجائے کہ تنگی ترشی سے بھی گھر کا خرچ چل جائے تو فقیری چھوڑنے کو ابھی ابھی تیار ہیں۔

اب میں اپنے دوست کی طرف دیکھتا ہوں اور وہ میری طرف۔ پھر معلوم ہوا کہ حضرت دوپہر کے قیلولے کے سخت عادی ہیں اور کسی صورت میں بھی دوپہر میں تو کام کر ہی نہیں سکتے۔ ویسے ہر طرح کوئی پیشہ، دھندا، نوکری، غرض جو بھی بتاؤ، اس کے لیے حاضر ہیں۔ اب آپ ہی بتائیے۔ میں اِس موذی کو کیا جواب دیتا۔ میرا وہ حال کہ مرے پر سو دُرّے۔ اتنے میں ملازم آیا۔ باوجود سخت تلاش کے وہ محتاج نہ ملا۔ اگر میرے دوست نہ ہوتے تو غالباً میں اِس موذی سے ضرور کپڑے چھین لیتا مگر میں نے اور ترکیب سوچی۔

میں نے قطعی طور پر فقیر صاحب سے کہا کہ میں تمھیں اِس حرام خوری کی سزا دیے بغیر ہرگز نہ جانے دوں گا۔ پچاس دفعہ کان پکڑ کر اُٹھو بیٹھو، اور خبردار جو پھر کبھی اِس طرف کا رُخ کیا۔

فقیر نے غصّے کے شعلے میری آنکھوں میں دیکھے۔ ممکن ہے کہ یہی سوچا ہو کہ سویٹر اور قمیص دونوں بالکل ثابت ہیں، سودا پھر بھی بُرا نہیں۔ نہایت ہی خاموشی اور سادگی سے آپ نے اپنا ڈنڈا اور پیالہ ایک طرف رکھا، جھولی اور مالا اُتار دی۔ اب یہ حضرت ایک ہنکار کے ساتھ بڑے زور سے ہونہہ کرکے بغیر کان پکڑے ہوئے پہلوانوں کی طرح ایک سپاٹے کے ساتھ پاؤں سرکا کر بیٹھک لگا گئے۔

"بدتمیز، بے ہودہ۔" میں نے جل کر کہا، "یاد رکھو، تمھیں پولس میں دے دوں گا۔ کان پکڑ کر سیدھی طرح اُٹھو بیٹھو۔" دو دفعہ ان کو میں نے کان پکڑوا کر اُٹھنا بیٹھنا بتایا اور یہ حضرت سزا بھگتنے میں مشغول ہوگئے۔ یہ حضرت میری پشت کی طرف تھے اور ہم دونوں دوست فقیروں کو برا بھلا کہنے میں مشغول ہوئے۔

ایک دم سے مجھے خیال آیا کہ 'کان پکڑی' غالباً پچاس دفعہ ہوچکی۔ مُڑ کر میں نے دیکھا تو سرعت کے ساتھ جاری تھی۔ میں نے پوچھا تو وہ بولا کہ ایک سو دس دفعہ کی۔ میں نے کہا، "بس بس۔ اب جاؤ! میں نے تو پچاس دفعہ کو کہا تھا، زیادہ کیوں کی؟"

وہ بولا، "صاحب! پانچ سو بیٹھکیں روز لگاتا ہوں، میں نے سوچا کہ اب بار بار کون کرتا پھرے، لاؤ یہیں پوری کرلوں۔"

"ارے" میں نے اس کم بخت کو اوپر سے نیچے تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا، "کیا تو پہلوانی کرتا ہے؟" واللہ! میں نے گویا اب اس کو غور سے دیکھا، کان ٹوٹے ہوئے، سینہ اور شانہ اور پٹّھے، خوب کسرتی بدن!

جواب دیتے ہیں، "ویسے نہیں کہتا، شہر کے جس پٹھے سے جی چاہے لڑا لیجیے۔"

میں نے کہا، "کم بخت جی میں تو یہی آتا ہے کہ تیرا اور اپنا سر ملا کر لڑا لوں۔ نکل یہاں سے۔"

جلدی جلدی اُس نے اپنی جھولی وغیرہ اُٹھائی اور سیکڑوں دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔

معانی و اشارات

چلمن	پردہ
جنبش	حرکت
صدا دینا	فقیر کا آواز لگانا
فاقہ زدہ	بھوک کا مارا، بھوکا
حالتِ زار	بُری حالت
صدر دروازہ	داخلی دروازہ، مین گیٹ
مسٹنڈا	موٹا تازہ، ہٹّا کٹّا
سینی	دھات کا بنا ہوا خوان
راہ کھوٹی کرنا	دیر لگانا، کسی کام کا بگاڑنا
چمّل	کاسہ، بھیک کا کٹورا
سائیں جی	فقیر

شش و پنج	سوچ بچار
دست بردار ہونا	چھوڑ دینا
موذی	تکلیف پہنچانے والا
رزقہ	خوراک مراد چارا
عسرت	تنگی، غریبی
کفنی	بے آستین کا کرتا
مرے پر سو دُرّے	مصیبت پر مزید مصیبت نازل ہونا
ہنکار	ہاں کی آواز
سرعت	تیز رفتاری، تیزی، جلدی
پٹیں	رانیں

مشقی سرگرمیاں

سبق کا بغور مطالعہ کرکے ذیل کی سرگرمیوں کو مکمل کیجیے۔

◄ 'مائی تیرے بیٹا ہووے' یہ صدا لگانے والے فقیر کا حلیہ بیان کرنے کے لیے خاکے میں مناسب لفظ لکھیے۔

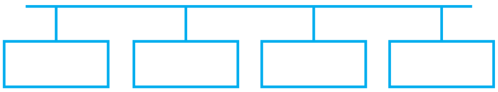

◄ ذیل کا شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

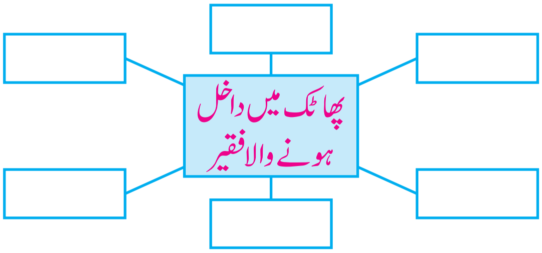

◄ ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱۔ صدا لگانے والا فقیر کیسا نظر آ رہا تھا؟

۲۔ خانم نے فقیر کو ناشتے کے لیے کون کون سی چیزیں بھیجیں؟

۳۔ مصنف نے ناشتہ کرنے والے فقیر سے کیا کہا؟

۴۔ مسٹنڈا فقیر نوکری کیوں نہیں کرنا چاہتا تھا؟

۵۔ مسٹنڈے فقیر نے اپنے گھر کا ماہانہ خرچ کتنا بتایا؟

۶۔ مصنف نے فقیر کو کیا سزا دی؟

◄ مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ ناشتہ کرتے ہوئے فقیر کو دیکھ کر مصنف کی جان کیوں سلگ کر رہ گئی؟

۲۔ مسٹنڈے فقیر کے روزانہ کے معمولات کیا تھے؟

۳۔ مسٹنڈا فقیر کس شرط پر فقیری چھوڑنے کے لیے تیار تھا؟

◄ مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ مصنف کی ہدایت پر خانم نے فقیر کی تواضع کس طرح کی؟ سبق کی روشنی میں تفصیل سے لکھیے۔

۲۔ مسٹنڈے فقیر کو دیکھ کر مصنف کی طبیعت پر کیا اثر ہوا؟ مصنف کا ردِّ عمل لکھیے۔

بول چال

- مندرجہ ذیل محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

۱۔ راہ کھوٹی نہ کرنا	۳۔ جان سلگ کر رہ جانا
۲۔ کھایا پیا خون ہونا	۴۔ آڑے ہاتھوں لینا
۵۔ شش و پنج میں ہونا	٦۔ اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جانا

آیئے، کرکے دیکھیں

- بے کسی اور بے بسی کی زندہ تصویر۔ فقرے میں خط کشیدہ کی طرح 'بے' سابقہ لگا کر چار نئے مرکب الفاظ بنایئے۔
- صحیح متبادل کا انتخاب کرکے جملے مکمل کیجیے۔

۱۔ خانم نے .... کا نام سن کر جلدی جلدی تو سوں کو انگیٹھی پر سینکا۔ (دوست ، فقیر ، سائیں جی)

۲۔ یہ مسٹنڈا صرف ایک سینہ کھلی .... والی کفنی پہنے تھا۔ (پہلوانوں ، چیتھڑوں ، فقیروں)

۳۔ میں نے دو لفظوں میں فقیر کی .... بیان کی۔ (ستم آرائی ، کہانی ، روداد)

۴۔ خیر سے خود حضرت دو سیر دودھ .... نوش کرتے ہیں۔ (تنہا ، روزانہ ، یومیہ)

۵۔ فقیر نے غصّے کے .... میری آنکھوں میں دیکھے۔ (شعلے ، انگارے ، ڈورے)

٦۔ ہم دونوں دوست فقیروں کو .... کہنے میں مشغول ہوئے۔ (اُلٹا سیدھا ، برا بھلا ، سست)

- درج ذیل جملوں میں مناسب علاماتِ اوقاف لگایئے۔

۱۔ فقیر صاحب اس کے جواب میں بولے اور گھر والوں کو زہر دے دوں

۲۔ تین سیر بھئی تین سیر کا خرچ کیسا

۳۔ بس بس اب جاؤ میں نے تو پچاس دفعہ کہا تھا زیادہ کیوں کی

زورِ قلم

'گداگری ایک سماجی لعنت' اس عنوان پر دس سطروں کا مضمون لکھیے۔

زورِ خطابت

- غریب ضرورت مندوں کی امداد کے لیے 'روٹی بینک - وقت کی ضرورت' پر اظہارِ خیال کیجیے۔

عبارت آموزی

ہمارے معاشرے میں مختلف قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں جن میں امیر و غریب، مفلس و تونگر، سخی و فقیر، مالدار و نادار اور تندرست و بیمار ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ غریبوں، مفلسوں، ناداروں اور مستحق لوگوں کے ساتھ تعاون، ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات ہر انسان میں پائے جاتے ہیں۔ تمام مذاہب اپنے ماننے والوں کو اسی کی تعلیم دیتے ہیں لیکن ہمارے معاشرے میں کئی لوگ اس جذبۂ ہمدردی سے بے جا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ تندرست ہوتے ہیں لیکن اپنے ساتھ غریبوں، محتاجوں اور بیماروں جیسا برتاؤ چاہتے ہیں۔ وہ مفت خوری کے لالچ میں انسانی مقام سے نیچے گرنے کی بھی پروا نہیں کرتے بلکہ دوسروں کے حقوق بھی متاثر کرتے ہیں۔ انھیں اپنے تندرست جسم و جان کی قدر و قیمت کا احساس نہیں ہوتا۔ اپنی جسمانی صلاحیتوں سے بے فکر یہ لوگ اسی فکر میں ہوتے ہیں کہ انھیں بغیر محنت کے زندگی کی تمام سہولتیں کس طرح مفت حاصل ہوسکتی ہیں۔ نتیجتاً یہ لوگ بھیک مانگنے کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں۔ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانا ایک معیوب بات ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو شرم و حیا کی وجہ سے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ ایسے لوگ مدد کے مستحق ہوتے ہیں۔ ان کی مدد کرنی چاہیے۔

سوالات :

۱۔ معاشرے میں کس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں؟

۲۔ کون لوگ بے جا ہمدردی کا فائدہ اُٹھاتے ہیں؟

۳۔ اس اقتباس میں کس بات کو معیوب کہا گیا ہے؟

۴۔ کون لوگ ہماری توجہ کے مستحق ہیں؟

آئیے، زبان سیکھیں

سابقے/ لاحقے

ذیل کے لفظوں کو پڑھیے اور ان کی بناوٹ پر غور کیجیے۔

اَن جان، اَن گنت، اَن سنی

بے کسی، بے باک، بے ہودہ

با ادب، باشعور، باآسانی

بن بلایا، بلا اجازت

ان لفظوں کے دو حصے کیے جاسکتے ہیں۔

اَن + سنی = اَن سنی

بے + باک = بے باک

با + ادب = با ادب

بلا + اجازت = بلا اجازت

ان مثالوں میں لفظوں کے دوسرے حصے پورے معنی رکھتے ہیں لیکن پہلے حصے کے معنی پورے نہیں۔ یہ دوسرے حصے سے مل کر ہی پورے لفظ کو بامعنی بناتے ہیں۔ اس طرح بننے والے لفظوں کے پہلے حصے کو سابقہ کہتے ہیں۔ یعنی اوپر کی مثالوں میں 'ان/ بے/ با/ بلا' سابقے ہیں۔ چونکہ یہ اصل لفظ سے پہلے آتے ہیں اس لیے انھیں **'سابقے'** کہا جاتا ہے۔ ذیل کی مثالیں دیکھیے۔

کم + زور = کمزور

بد + تمیز = بدتمیز

خوش + بو = خوشبو

ان مثالوں میں سابقے 'کم، بد، خوش' پورے معنی والے الفاظ ہیں یعنی ضروری نہیں کہ سابقے 'بے/ با' وغیرہ کی طرح ادھورے لفظ ہوں۔

➢ **جن سابقوں کا یہاں تعارف کرایا گیا ہے انھیں استعمال کر کے لفظوں کی دوسری مثالیں تیار کیجیے۔**

گزشتہ جماعتوں میں آپ ان لفظوں کو بار بار پڑھ چکے ہیں جیسے: عقل مند، طاقتور، کامیاب، خبردار، چغل خور، فاقہ زدہ وغیرہ وغیرہ۔

سابقے والے لفظوں کی طرح یہ الفاظ بھی دو حصوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں۔

عقل + مند = عقل مند

طاقت + ور = طاقتور

کام + یاب = کامیاب

خبر + دار = خبردار

چغل + خور = چغل خور

فاقہ + زدہ = فاقہ زدہ

آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان لفظوں کے پہلے حصے میں آنے والے الفاظ پورے معنی رکھتے ہیں جبکہ دوسرے حصے میں آنے والے الفاظ تقریباً بے معنی ہیں۔ دوسرے حصوں میں آنے والے ایسے ادھورے معنی والے لفظ کو لاحقہ کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں 'مند/ ور/ یاب/ دار/ خور/ زدہ' لاحقے ہیں۔ چونکہ یہ اصل لفظوں کے بعد آتے ہیں اس لیے انھیں **'لاحقے'** کہا جاتا ہے۔

➢ **ذیل کے لاحقوں سے پہلے لفظوں کا اضافہ کرکے نئے الفاظ بنائیے۔**

مثال: دل + چسپ = دلچسپ

خواہ، نگار، نویس، دان، نما